

1 ایس۔ سی۔ آر سپریم کورٹ رپورٹس 1961

ریاست اڑیسہ اور ایک اور

بنام

ایم/ایس۔ چاکو بھائی گھیلا بھائی اینڈ کمپنی

20 ستمبر 1960

ایس۔ کے۔ داس، ایم۔ ہدایت اللہ، کے۔ سی۔ داس گپتا، جے۔ سی۔ شاہ اور این
راجا گوپال ایانگر، جسٹسز۔

سیلز ٹیکس۔ سیلز ٹیکس حکام۔ کیا عدالتیں اپیل کی یادداشت پر فیس وصول کرتی ہیں اور نظر ثانی کے
لئے درخواست دیتی ہیں۔ کیا ٹیکس۔ قانون سازی کی اہلیت۔ وہ جگہ جہاں فروخت متاثر ہوتی ہے۔
قانون کا سوال۔ کئی حلقوں کے لئے ایک نوٹس جاری کرنا۔ قانونی حیثیت۔ اڑیسہ سیلز ٹیکس
ایکٹ 1947، (اڑیسہ 14 آف 1947) دفعات (g) 2، (2) 29، (5) 12 اڑیسہ سیلز ٹیکس
روز 1947 قواعد 59، 20۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 (26، 25
Geo.5, ch.42) ساتواں شڈول لیسٹ II آئٹم 1، 48، 54.

مدعا علیہ فرم، جس کا صدر دفتر مدھیہ پردیش میں تھا اور سال 1948 سے 1951 کے دوران،
اڑیسہ کے کچھ جنگلاتی علاقوں سے بیڑی کے پتے جمع کرنے اور انہیں ریاست اڑیسہ سے باہر مختلف
مقامات پر بھیجنے میں مصروف تھا، نے خود کو اڑیسہ سیلز ٹیکس ایکٹ، 1947 کے تحت ڈیلر کے طور پر رجسٹر
نہیں کرایا، اور اسے جاری نوٹس کے باوجود ریٹرن جمع نہیں کرایا۔ عدالت سے کہا گیا تھا کہ قانون کی دفعہ
(5) 12 کے تحت جرمانہ کیوں نہ عائد کیا جائے۔ اس کے بعد تشخیصی اتھارٹی نے اپنے فیصلے کے مطابق
ٹیکس کا جائزہ لیا اور بارہ ماہیوں میں سے ہر ایک کے لئے قابل ٹیکس ٹرن اوور کا تعین کیا، پہلی ماہی 30
جون 1948 کو ختم ہوئی، اور آخری ماہی 31 مارچ 1951 کو ختم ہوئی۔ ہر ماہی کے لئے 500
روپے کا جرمانہ بھی عائد کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ کی جانب سے سیلز ٹیکس کے اسسٹنٹ کلکٹر سے تشخیص اور
جرمانے کے احکامات کے خلاف اپیل مسترد کر دی گئی اور کلکٹر آف کمرشل ٹیکسز نے نظر ثانی کی درخواست کو

وقت سے باہر ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا۔ اپیلیٹ اتھارٹی کے سامنے پیش کی گئی عرضیوں میں سے ایک یہ تھی کہ مدعا علیہ اڑیسہ میں ڈیلر نہیں تھا کیونکہ اڑیسہ میں بیڑی کے پتوں کی فروخت نہیں ہوتی تھی، لیکن اپیل کی سماعت میں مدعا علیہ کے وکیل نے یہ تسلیم کیا کہ فروخت اڑیسہ میں مکمل ہوئی تھی۔ ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کی جانب سے دائر ایک رٹ پٹیشن پر دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ تشخیص اور جرمانے کے احکامات کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا (1) کہ تشخیص آرڈر خراب تھے کیونکہ ایکٹ کی دفعہ (g) 2 کی دوسری شرط کو منسوخ کر دیا گیا تھا جس میں قانون کے مطابق آرڈر 1950 کے تحت فروخت کی تعریف کی گئی تھی، (2) اپیل کی یادداشت پر فیس کی وصولی اور درجہ بندی پیمانے پر نظر ثانی کی درخواست۔ قانون کی دفعہ (s) (2) 29 کے ساتھ قاعدہ 59 کے تحت ایک ٹیکس عائد کرنے کے مترادف تھا جو ریاست کی اہلیت سے باہر تھا، اور (3) کہ ایکٹ کی دفعہ (5) 12 کے تحت جاری کردہ نوٹس قانون کے مطابق نہیں تھا، کیونکہ ہر سہ ماہی کے لئے الگ الگ نوٹس جاری نہیں کیے گئے تھے۔

منعقد: یہ کہ فروخت کہاں سے مکمل ہوئی اس کا سوال حقائق پر منحصر ہے اور یہ قانون کا خالص سوال نہیں ہے اور اس لئے مدعا علیہ کے وکیل کی طرف سے کیا گیا اعتراف مدعا علیہ پر لازم ہے۔ اور چونکہ یہ اعتراف ایکٹ کے دفعہ (g) 2 کے تحت فروخت کو لاتا ہے، لہذا دفعہ (g) 2 کی دوسری شرط پر غور کرنا غیر ضروری تھا اور فروخت ٹیکس کی ذمہ دار تھی۔

(2) سیلز ٹیکس حکام بشمول اسسٹنٹ کلکٹر آف سیلز ٹیکس اور کلکٹر آف کمرشل ٹیکسز، اگرچہ انہوں نے ایکٹ کے تحت نیم عدالتی فرائض انجام دیے، لیکن عدالت کی اصطلاح کے تحت معنی میں عدالتیں نہیں تھیں

(3) قانون کی دفعہ (s) (2) 29 کے ساتھ قاعدہ 59 کے تحت وصول کی جانے والی فیس ٹیکس نہیں تھی بلکہ کسی سرکاری ایجنسی کے ذریعہ فراہم کی جانے والی خدمات کے لئے عائد کی گئی تھی۔ دفعہ (s) (2) 29 قانون سازی کی نااہلی کی بنیاد پر غیر قانونی نہیں تھی اور قاعدہ 59 اس دفعہ کے تحت اجازت سے آگے نہیں گیا تھا۔

کمشنر، ہندو مذہبی انڈومنٹس، مدراس بنام شری شیرورمٹھ کے شری لکشمنندر تیرتھا سوامیر، (1954 ایس سی آر 1005) ربحروسہ کرتے تھے۔

(4) کہ ایکٹ کی دفعہ (5) 12 کے تحت کئی سہ ماہیوں کے لئے ایک نوٹس جاری کرنا قانون کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ دفعہ ایک مدت کا حوالہ دیتا ہے جو ایک چوتھائی سے زیادہ پر مشتمل ہو سکتا

ہے۔

دیوانی ایبیلیٹ دائرہ اختیار 1957 : کی دیوانی اپیل نمبر 710-
اپیل کنندگان کی طرف سے این۔سی۔ چٹرجی، اچچ۔جے۔ امریکر اور ٹی۔ ایم سین۔
جواب دہندگان کے لئے جے۔ ایم۔ ٹھا کر اور جے۔ بی۔ داداچنچی۔
مداخلت کرنے والے کے لئے آر۔ گوپال کرشنن اور جے۔ بی۔ داداچن جی۔

20 ستمبر 1960 عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا

ایس۔ کے۔ داس جسٹس : یہ اٹریسہ ہائی کورٹ کے ذریعے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر اپیل ہے۔
درخواست گزار ریاست اٹریسہ اور کلکٹر آف کمرشل ٹیکس، اٹریسہ ہیں۔ جواب دہندہ ایک پارٹنرشپ فرم ہے
جس کا نام میسر چاکو بھائی گھیلا بھائی اینڈ کمپنی ہے جو بیڑی پتوں کا کاروبار کرتی ہے۔

مختصر حقائق یہ ہیں۔ مدعا علیہ فرم کا صدر دفتر مدھیہ پردیش کے باغ بہیرا میں ہے۔ سال ۱۹۴۸
سے ۱۹۵۱ کے دوران یہ اٹریسہ کے کچھ جنگلاتی علاقوں سے بیڑی کے پتے جمع کرنے میں مصروف تھا۔ اس
طرح جمع کیے گئے پتوں کو بنڈلوں میں بنایا گیا اور اٹریسہ میں جواب دہندہ کے گوداموں میں ذخیرہ کیا
گیا۔ اس کے بعد انہیں فروخت کیا گیا اور ریاست اٹریسہ کے باہر مختلف مقامات پر بھیج دیا گیا۔ مدعا علیہ
نے خود کو اٹریسہ سیلز ٹیکس ایکٹ 1947 اٹریسہ ایکٹ XIV آف 1947 کے تحت ڈیلر کے طور پر رجسٹر
نہیں کرایا، جسے بعد میں ایکٹ کہا جاتا ہے۔ 21 جولائی 1950 کو پٹنہ سرکل کے اسسٹنٹ سیلز
ٹیکس آفیسر کی جانب سے مدعا علیہ کو ایک نوٹس جاری کیا گیا، جس میں اس سے کہا گیا کہ وہ اکتوبر 1947
سے لے کر 30 جون 1950 تک ہر سہ ماہی کے لئے اپنے کاروبار کی تفصیلات کو فارم نمبر 4 میں الگ
الگ جمع کرائے۔ مدعا علیہ سے یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ وہ اس کی وجہ بتائیں کہ کیوں نہ اس پر ایکٹ کی دفعہ
(5) 12 کے تحت جرمانہ عائد کیا جائے۔ اس نوٹس پر مدعا علیہ نے کافی حد تک جواب بھیجا کہ اس کا
اٹریسہ میں کوئی فروخت کا کاروبار نہیں ہے اور اس لئے اس پر اٹریسہ میں ڈیلر کے طور پر خود کو رجسٹر کرنے یا
ایکٹ کے تحت سیلز ٹیکس ادا کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس کے بعد، مدعا علیہ نے تخمینہ کی
کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا اور 30 جون 1951 کے علاوہ، جب اس کے ایک شریک نورام پوٹ
بھائی پیش ہوئے اور کہا کہ اکاؤنٹس باغیمپیرا میں ہیں اور اٹریسہ سے بیڑی پتوں کی ترسیل دیگر ڈسپنچ کے
ساتھ ملی ہوئی ہے اور اس لئے، وہ اٹریسہ میں کاروبار کا صحیح حساب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ حالانکہ، یہ
تسلیم کیا گیا کہ بیڑی کے پتے اٹریسہ میں جمع کیے جاتے تھے، انہیں عملدرآمد کیا جاتا تھا اور فروخت کے

لیے تیار کیا جاتا تھا اور پھر اڑیسہ کے گوداموں میں ذخیرہ کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد انہیں فروخت کیا گیا اور اڑیسہ سے باہر مختلف گاہکوں کو بھیج دیا گیا۔ اس کے سامنے موجود مواد کی جانچ کرنے والی اتھارٹی نے کہا کہ مذکورہ بالا کے مطابق فروخت اور گاہکوں کو بھیجے گئے بیڑی پتوں میں جائیداد کی منتقلی اڑیسہ میں مکمل ہوئی تھی اور مدعا علیہ جان بوجھ کر اپنا اندراج کرانے اور اپنے کاروبار کا ریٹرن جمع کرانے میں ناکام رہا تھا۔ اس کے بعد تشخیصی اتھارٹی نے اپنے فیصلے کے مطابق ٹیکس کا جائزہ لیا اور بارہ سہ ماہیوں میں سے ہر ایک کے لئے قابل ٹیکس ٹرن اوور 61,250 روپے مقرر کیا، پہلی سہ ماہی 30 جون 1948 کو ختم ہوئی، اور آخری سہ ماہی 31 مارچ 1951 کو ختم ہوئی۔ اس نے ہر سہ ماہی کے لئے 500 روپے کا جرمانہ بھی عائد کیا۔ 4 جولائی 1951 کو چار سہ ماہیوں کے لئے اور 29 اگست 1951 کو بقیہ آٹھ سہ ماہیوں کے لئے تشخیص کے احکامات دو تاریخوں پر جاری کیے گئے تھے۔ تخمینے کے ان احکامات کے خلاف مدعا علیہ نے سمبل پور کے اسسٹنٹ کلکٹر آف سیلز ٹیکس کے پاس اپیل دائر کی۔ اپیلیٹ اتھارٹی کے سامنے کی گئی عرضیوں میں سے ایک یہ تھی کہ مدعا علیہ اڑیسہ میں ڈیلر نہیں تھا کیونکہ اڑیسہ میں بیڑی پتوں کی فروخت متاثر نہیں ہوئی تھی۔ اپیل کی سماعت کے دوران یہ عرضی مسترد کر دی گئی اور مدعا علیہ کے وکیل نے یہ تسلیم کر لیا کہ اڑیسہ میں فروخت مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے بعد اپیل کی سماعت اس دلیل پر کی گئی کہ (1) طے شدہ ٹرن اوور حد سے زیادہ تھا، اور (2) کوئی جرمانہ عائد نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ اپیلیٹ اتھارٹی نے ان دلائل کو مسترد کر دیا تھا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے نظر ثانی کی درخواست دائر کی، لیکن وقت سے زیادہ وقت پر دائر کی گئی نظر ثانی کی درخواست کو اڑیسہ کے کلکٹر آف کمرشل ٹیکس نے مسترد کر دیا۔

اس کے بعد مدعا علیہ نے ایک رٹ پٹیشن کے ذریعہ اڑیسہ ہائی کورٹ کا رخ کیا جس میں یہ دلیل دی گئی کہ (1) مدعا علیہ اڑیسہ میں ڈیلر نہیں تھا۔ (2) یہ کہ آئین کے بعد کی مدت کی فروخت آرٹیکل (a) 286(1) کی وضاحت کے معنی کے اندر فروخت تھی اور اڑیسہ ان پر ٹیکس نہیں لگا سکتا تھا۔ (3) کہ ایکٹ کی دفعہ (5) 12 کے تحت نوٹس مختلف بنیادوں پر غلط تھا۔ (4) اڑیسہ سیلز ٹیکس رولز، 1947 کے قاعدہ 59 کے تحت مدعا علیہ کی اپیل اور نظر ثانی کی درخواست پر عائد فیس قانون میں جائز نہیں تھی۔ اور (5) یہ کہ تخمینہ غیر قانونی طور پر کیا گیا تھا اور اسی طرح ایکٹ کی دفعہ (5) 12 کے تحت جرمانہ بھی۔ ان اعتراضات پر مدعا علیہ نے تخمینہ کی کارروائی اور طلب کے نوٹس کو منسوخ کرنے اور ادا کی گئی فیس کی واپسی کی ہدایت دینے کے لئے رٹ طلب کی۔ ہائی کورٹ نے 5 ستمبر 1955 کے اپنے فیصلے اور حکم کے ذریعہ درخواست کو منظور کیا۔ عدالت نے تشخیص حکم کے تحت اس مدت کے لئے اپنے لین دین کی

واپسی پیش کرنے کی ہدایت کی جائے جس کے لئے اسے ایکٹ کی دفعہ (1) 11 کے تحت نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ اپنے احکامات کی حمایت میں ہائی کورٹ نے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے: (1) تخمینے کے احکامات خراب تھے کیونکہ قانون کے مطابق آرڈر، 1950 کے ذریعہ فروخت کی تعریف کرنے والے ایکٹ کی دفعہ (g) 2 کی دوسری شرط کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ (2) درجہ بندی کے پیمانے پر فیس لگانا ایک ایسے ٹیکس کے نفاذ کے مترادف ہے جو غیر ضروری تھا اور ریاستی حکومت کے قواعد سازی کے اختیار سے باہر تھا۔ اور (3) کہ دفعہ (5) 12 کے تحت جاری کیا گیا نوٹس قانون کے مطابق نہیں تھا۔

درخواست گزاروں کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ ہائی کورٹ ان تینوں نتائج کے سلسلے میں غلطی پر تھا جن پر وہ پہنچا تھا۔ جہاں تک ہائی کورٹ کے اس نتیجے کا تعلق ہے کہ ایکٹ کی دفعہ (g) 2 کی دوسری شرط کو منسوخ کرنے کی وجہ سے تخمینہ کے احکامات خراب تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ ہائی کورٹ واضح طور پر غلطی میں تھا۔ مدعا علیہ کی طرف سے کیے گئے اعتراف کے پیش نظر، قانون کی دوسری شق (g) 2 سے نمٹنا یا قوانین کے آرڈر، 1950 کے مطابق اس کی منسوخی کے اثرات، یا اس کے پیراگراف 20 میں بچت کی شق کے اثرات پر غور کرنا بالکل غیر ضروری تھا۔ مدعا علیہ کی طرف سے یہ اعتراف، جیسا کہ اپیلیٹ اتھارٹی نے ریکارڈ کیا ہے، بہت واضح الفاظ میں کیا گیا تھا، یہ تھا کہ فروخت اڑیسہ میں مکمل ہوئی تھی۔ ایکٹ کی دفعہ (g) 2 میں کہا گیا ہے:

دفعہ (g) 2 فروخت سے مراد یہ ہے کہ اس کی تمام تر گرامر کی تغیرات اور معنوی تاثرات کے ساتھ، نقدی یا موخر ادائیگی یا دیگر قیمتی غور و فکر کے لئے سامان میں جائیداد کی منتقلی، بشمول معاہدے پر عمل درآمد میں شامل سامان میں جائیداد کی منتقلی لیکن اس میں رہن، منافقت، چارج یا عہد شامل نہیں ہے۔

اس معاملے میں کیا گیا اعتراف واضح طور پر بیڑی پتوں کی فروخت کو ایکٹ کی دفعہ (g) 2 کے اندر لاتا ہے۔ اور چونکہ اڑیسہ میں فروخت مکمل ہو گئی تھی، لہذا وہ ایکٹ کے تحت ٹیکس کے ذمہ دار تھے۔ مدعا علیہ کے داخلے کے پیش نظر دفعہ (g) 2 کی دوسری شرط پر جاننا بالکل غیر ضروری تھا۔

مدعا علیہ کے وکیل نے تجویز دی کہ مدعا علیہ کے وکیل کی جانب سے کیا گیا اعتراف قانون کے سوال پر اعتراف ہے اور اس لیے مدعا علیہ پر لازم نہیں ہے۔ ہم متفق نہیں ہیں۔ یہ سوال کہ فروخت کہاں مکمل ہوتی ہے حقائق پر منحصر ہے اور قانون کا خالص سوال نہیں ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ داخلے کے بعد کسی بھی مرحلے پر مدعا علیہ نے اسے مسترد نہیں کیا اور نہ ہی اس کی درستگی کو چیلنج کیا۔ یہاں تک کہ رٹ پٹیشن میں بھی یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ غلط اعتراف کیا گیا تھا۔ اس کے برعکس اپیلیٹ اتھارٹی کا حکم جس

میں داخلہ مقرر کیا گیا تھا، رٹ پٹیشن کا ضمیمہ تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ رٹ پٹیشن کے پیرا گراف 13a میں آئین کے بعد کی مدت کی فروخت کے حوالے سے ایک دلیل پیش کی گئی تھی اور آرٹیکل (a)(1) 286 کی وضاحت کا حوالہ دیا گیا تھا۔ لیکن وضاحت کو راغب کرنے کے لئے ضروری تجاویز پیش نہیں کی گئیں، اور کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ سامان اڑیسہ سے باہر ڈلیوری ریاست میں کھپت کے مقصد سے بھیجا گیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں، آئین سے پہلے اور آئین کے بعد کی فروخت کے درمیان فرق کرنے کے لئے کوئی بنیاد نہیں رکھی گئی تھی، اور ان سب کے بارے میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ وہ اور بیس میں ایک ایسا داخلہ مکمل کیا گیا تھا جسے کبھی مسترد یا چیلنج نہیں کیا گیا تھا۔ لہذا ہماری رائے ہے کہ ہائی کورٹ نے اپنی پہلی تحقیق میں واضح طور پر غلطی کی تھی کہ اس طرح کے تخمینے کے احکامات کی غیر آئینی حیثیت تھی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہائی کورٹ نے بھی اپیل کی یادداشت اور نظر ثانی کی درخواست پر عائد فیس کی قانونی حیثیت کے بارے میں اپنے فیصلے میں غلطی کی تھی۔ ایکٹ کی دفعہ 29 قانون سازی کے اختیارات سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے:

دفعہ - (1) 29 ریاستی حکومت پچھلی اشاعت کی شرط کے تحت اس ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے قواعد بنا سکتی ہے۔

(2) خاص طور پر اور مندرجہ بالا طاقت کی عمومیت کے خلاف تعصب کے بغیر، اس طرح کے قواعد مقرر کیے جاسکتے ہیں۔

(s) دفعہ 23 کے تحت نظر ثانی اور نظر ثانی کے لئے اپیلوں اور درخواستوں کو نمٹانے کا طریقہ کار اور دیگر معاملات (بشمول فیس) اڑیسہ سیلز ٹیکس رولز، 1947 کا قاعدہ، 59 جہاں تک ہمارے مقصد کے لئے مناسب ہے، کہتا ہے:

قاعدہ 59۔ فیس - قاعدہ 60 کی دفعات کے تابع درج ذیل فیس میں قابل ادائیگی ہوں گی:

(i) -----

(ii) تشخیص یا جرمانے کے حکم یا دونوں کے خلاف اپیل کی یادداشت یا اس طرح کے حکم پر نظر

ثانی یا نظر ثانی کے لئے درخواست پر۔

تنازعہ میں پانچ فیصد رقم کا حساب قریب ترین روپے میں لگایا جاتا ہے بشرطیکہ کم از کم ایک روپیہ

اور زیادہ سے زیادہ ایک سو روپے کا آرڈر دیا جائے۔

(iii)

(iv) نظر ثانی کے لئے درخواست پر۔

ایک روپیہ۔

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا دفعہ (s) 29(2) جہاں تک ریاستی حکومت کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ نظر ثانی میں اپیلوں اور درخواستوں کے لئے فیس کی ادائیگی کا قاعدہ بنائے، صوبائی مقننہ کے قانون سازی کے دائرہ اختیار میں ہے۔ یہ قانون 1947 میں نافذ کیا گیا تھا اور قانون سازی کے اختیارات کا منبع گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 میں پایا جانا چاہئے۔ مذکورہ ایکٹ کے ساتویں شیڈول میں فہرست دوم (صوبائی قانون ساز فہرست) کے آئٹم نمبر 48 کا تعلق اشیاء کی فروخت پر ٹیکس سے ہے اور آئٹم نمبر 54 میں لکھا ہے: اس فہرست میں شامل کسی بھی معاملے کے سلسلے میں فیس، لیکن کسی عدالت میں لی گئی فیس شامل نہیں ہے۔ آئٹم 1 کا تعلق دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ وفاقی عدالت کے علاوہ تمام عدالتوں کی تشکیل اور تنظیم اور اس میں لی جانے والی فیس سے ہے۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ اسسٹنٹ کلکٹر آف سیلز ٹیکس اور کلکٹر آف کمرشل ٹیکس، اڑیسہ سمیت جانچ کرنے والے حکام کورٹ کی اصطلاح کے سخت معنی میں عدالتیں نہیں ہیں، حالانکہ انہوں نے ایکٹ کے تحت نیم عدالتی فرائض انجام دیے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک صحیح نقطہ نظر ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ دفعہ (s) 29(2) کے ساتھ قاعدہ 59 کے تحت عائد فیس غیر قانونی ہے۔ آئٹم 48 اور 54 کے تحت اس وقت کی صوبائی مقننہ کو اشیاء کی فروخت پر ٹیکس اور اس کے حوالے سے فیس کے لئے قانون بنانے کا اختیار حاصل تھا۔ یہاں تک کہ کورٹ فیس کے حوالے سے بھی صوبائی مقننہ کو آئٹم 1 کے تحت قانون بنانے کا اختیار حاصل تھا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ قانون سازی کی نااہلی کی بنیاد پر دفعہ (2) 29 کو برقرار دیا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی ہم سمجھتے ہیں کہ قاعدہ 59 دفعہ (s) 29(2) کے تحت اجازت سے زیادہ ہے۔ عائد کی جانے والی فیس ٹیکس نہیں ہیں۔ وہ دیگر معاملات (بشمول فیس) اپیلوں اور نظر ثانی کی درخواستوں وغیرہ کو نمٹانے سے متعلق ہیں کے اظہار کے اندر آتے ہیں۔ ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کہ لفظ حادثاتی کا حوالہ صرف معمولی نوعیت کے معاملے سے ہے۔ اپیل کو نمٹانے کے طریقہ کار میں ایک ضروری حادثاتی معاملہ کے طور پر مناسب فیس پر اپیل دائر کرنا شامل ہے۔ ٹیکس اور فیس کے درمیان فرق پر اس عدالت نے کمشنر، ہندو مذہبی انڈومنٹس، مدراس بمقابلہ شری شیروڑ مٹھ (1954 ایس۔سی۔ آر 1005) میں غور کیا تھا اور جو کچھ وہاں کہا گیا تھا اسے دہرانا غیر ضروری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قاعدہ 59 کے تحت عائد کی جانے والی فیس کسی سرکاری ادارے کے ذریعہ فراہم کی جانے والی خدمات کے لئے ہے اور اگرچہ عام طور پر فیس یکساں ہوتی ہے، لیکن مختلف قسم کی فیسیں ہو سکتی ہیں اور

ایسی تعریف تیار کرنا ممکن نہیں ہے جو تمام معاملات پر لاگو ہو۔

اب ہائی کورٹ کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ دفعہ (5) 12 کے تحت نوٹس قانون کے مطابق نہیں تھا۔ یہاں ایک بار پھر ہم سوچتے ہیں کہ ہائی کورٹ غلطی پر تھا۔ نوٹس فارم نمبر 6 میں جاری کیا گیا تھا، جو دفعہ 11 اور 12 کے مقاصد کے لئے ایک مشترکہ فارم ہے۔ فارم کے ساتھ منسلک ایک فٹ نوٹ میں تشخیص کرنے والے اٹھارٹی کو غیر ضروری الفاظ کو اسکور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ ایسا نہیں کیا گیا تھا۔ تاہم ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کہ غیر ضروری الفاظ استعمال کرنے میں ناکامی نے نوٹس کو قانون میں خراب بنا دیا ہے۔ مدعا علیہ نے نوٹس کا جواب بھیجا اور دعویٰ کیا کہ یہ اٹریسہ میں ڈیلر نہیں تھا۔ ظاہر ہے، مدعا علیہ کو یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہیں تھی کہ نوٹس ایکٹ کی دفعہ (5) 12 کے تحت ہے۔

نوٹس میں کہا گیا ہے کہ مدعا علیہ کو اس بات کی وجہ بتانی چاہیے کہ ایکٹ کی دفعہ (5) 12 کے تحت جرمانہ کیوں نہ لگایا جائے۔ دفعہ (5) 12 جیسا کہ متعلقہ وقت میں موجود تھا وہ ان شرائط میں تھا :

دفعہ (5) 12۔ اگر اس کے قبضے میں آنے والی معلومات پر کلکٹر اس بات سے مطمئن ہے کہ کوئی ڈیلر کسی بھی مدت کے سلسلے میں اس ایکٹ کے تحت ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ہے اور پھر بھی جان بوجھ کر رجسٹریشن کے لئے درخواست دینے میں ناکام رہا ہے، تو کلکٹر ڈیلر کو اپنی بات سننے، تشخیص کرنے کا معقول موقع دینے کے بعد، اپنے فیصلے کے مطابق، اس مدت اور اس کے بعد کی تمام مدتوں کے سلسلے میں ڈیلر کی طرف سے واجب الادا ٹیکس کی رقم، اگر کوئی ہو، اور کلکٹر یہ ہدایت دے سکتا ہے کہ ڈیلر اس طرح تخمینہ کردہ رقم کے علاوہ جرمانے کی شکل میں رقم ادا کرے گا، جو اس رقم سے ڈیڑھ گنا زیادہ نہ ہو۔ ہمارے سامنے یہ دلیل دی گئی ہے کہ کئی سہ ماہیوں کے لئے ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا اور ہر سہ ماہی کے لئے الگ الگ جائزہ لیا گیا تھا۔ 4 جولائی 1951 کو چار سہ ماہیوں اور 29 اگست 1951 کو آٹھ سہ ماہیوں کے لئے۔ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ یہ غیر قانونی تھا۔ ہم اس دلیل کو درست ماننے سے قاصر ہیں۔ دفعہ (5) 12 ایک مدت کی بات کرتا ہے، اور مدت ایک چوتھائی سے زیادہ پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ حالانکہ، ریٹرن فارم 4 میں جمع کرایا جانا ہے، جس میں اٹریسہ سیلز ٹیکس رولز، 1947 کے قاعدہ 20 کے مطابق، ٹیکس دہندگان کو ہر سہ ماہی کے لئے اپنے کاروبار کی تفصیلات فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا ہر سہ ماہی کے قابل ٹیکس ٹرن اور کاجائزہ لیا جانا چاہیے۔

آخر میں، یہ دلیل دی گئی ہے کہ پچھلی تین سہ ماہیوں میں دفعہ (5) 12 کے تحت کوئی نوٹس نہیں

دیا گیا تھا اور ان حلقوں کے لئے تخمینے کے احکامات کو غلط قرار دیا جانا چاہئے۔ اپیلیٹ اتھارٹی نے نشاندہی کی ہے کہ پچھلی تین سہ ماہیوں میں بھی جائزہ لینے والے افسر نے پہلی پانچ سہ ماہیوں میں تشخیص کا حکم دینے کے بعد مدعا علیہ کو اپنے اکاؤنٹس پیش کرنے کی ہدایت کی تھی، لیکن کوئی اکاؤنٹ پیش نہیں کیا گیا تھا۔ دفعہ (5) 12 ڈیلر کو سماعت کا معقول موقع فراہم کرنے کے بعد کے تمام ادوار کے لئے بہترین فیصلہ تشخیص کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اس طرح کا موقع موجودہ معاملے میں پچھلی تین سہ ماہیوں کے حوالے سے بھی دیا گیا تھا، اور ہم یہ ماننے سے قاصر ہیں کہ پچھلی تین سہ ماہیوں کا تخمینہ خراب تھا۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر ہمیں اس اپیل کی اجازت دینی چاہیے، 5 ستمبر 1955 کے ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دینا چاہیے اور مدعا علیہ کی رٹ پٹیشن کو خارج کرنا چاہیے۔ اپیل گزار ہائی کورٹ اور اس عدالت میں کارروائی کے اپنے اخراجات کے حقدار ہوں گے۔

اپیل کی اجازت ہے۔

